اردو میں نعتیہ شاعری کی روایت کا تاریخی جائزہ

A Historical Review of the Tradition of Naatiya Poetry in Urdu

Dr. Shabir Ahmad Jamee

HOD, School of Islamic Study And Shariah Minhaj University, Lahore:
hodislamicstudies.cosis@mul.edu.pk

Dr. Asim Naeem

Professor, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore.

Abstract:

The tradition of Naat in Urdu Poetry has always been very strong and unique because naat is an expression of our Religion and faith with an aesthetic quality. Whether old or famous or in the prime of fame, I regard the poet as a national, literary creation and duty. The tradition of Naatiya poetry was adopted by Muslim poets as well as non-Muslim poets. As a result, the number of naat reciters in Pakistan's national language, Urdu, and all provincial and regional languages, is constantly increasing and the tradition of Naatiya poetry is becoming more popular day by day. It is becoming more and more popular. In this paper, a historical review of the history of Urdu Natia poetry was presented.

Keywords: *Tradition, Naat, Religion, Poetry, Historical*

اردو شاعری میں نعت کی روایت ہمیشہ سے بڑی مضبوط اور توانا رہی ہے کیونکہ نعت ہمارے دین و ایمان کے اظہار کی یک جمالیاتی صورت ہونے کے ساتھ ساتھ وپر از من خن ہے جسمیں کم ہی ہر شاعرن طبع آزمائی کی ہے اردو زبان کا بر شاعر وہ بڑ ہو یا چھوٹا شہرت یافتہ ہو یا بھی شہرت کے ابتدائی مرال میں ہوں نعت نگار کو ان قومی، ادبی اور تخلیقی فریضہ سمجھتا ہے۔ نعتیہ شاعری کی روایت کو مسلمان شعراء کے ساتھ ساتھ غیر مسلم شعرانے بھی اختیار کیا نتیجتا پاکستان کی قومی زبان اردو اور تمام صوبائی اور علاقائی زبانوں میں بھی نعت کہنے کار، جان مسلسل بڑھتا چلا جارہا ہے اور

نعتیہ شعر وادب کی روایت روز بروز مقبول سے مقبول تر ہوتی چلی جارہی ہے۔ مقالہ ھذا میں اردو نعتیہ شاعری کی رویت کا تاریخی جائزہ پیش کیا گیا۔ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

"نعت وہ صنف نظم ہے جس میں رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات، صفات، اخلاق اور شخصی حالات وغیرہ کا بیان ہوتا ہے اور آپ کی ہمہ پہلو مدح کی جاتی ہے، نعت در حقیقت ایک مسلمان کی آں ضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات اقدس سے والہانہ عقیدت ومحبت کے اظہار کی ایک شکل ہے۔ آپ کے ایک فرمان کے مطابق آپ کی ذات سے ایک مسلمان کی محبت، دنیا کی تمام محبتوں اور تعلقات بشمول والدین، اہل وعیال حتیٰ کہ اپنی جان تک سے محبت پر فائق ہونی چاہیے)۔ اس اعتبار سے نعت کے مورنگ اور سو مضمون ہیں، موضوع کے اعتبار سے اس کی وسعت اور رنگارنگی کی کوئی انتہا نہیں ہے، دنیا کی کوئی بھی اینکی زبان جس میں مسلمانوں نے شاعری کی ہو، نعت سے خالی نہیں۔ اردو شاعری میں حمد کی طرح نعت کی روایت بھی بڑی پختہ ہے"۔[1]

نعت کا موضوع اپنے اندر بڑی خوبصورتی اور دلکشی رکھتا ہے۔ اس میں محبت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ایسی دارنگی اور والہانہ پین کا اظہار ماتا ہے جس کی نظیر کسی دوسری صنف شاعری میں نہیں پائی جاتی۔ نعت گوئی، عشق رسول اور شوق مدینہ اردو شعراء کا محبوب موضوع ہے۔ڈاکٹر شاہ رشاد عثمانی کہتے ہیں:

"تاریخی حیثیت سے اردو میں نعت گوئی کی روایت نئی نہیں ہے، بہت پرانی ہے، اتنی ہی پرانی جتنی کہ خود اردو شاعری، فارسی شاعری کے بعد سب سے بہتر اور مؤثر نعتیں اردو ہی میں ملتی ہیں۔ عشق رسول، شوق مدینہ اور سرزمین حجاز سے گہری وابستگی اسلامیان ہند کے مزاج اور عناصر ترکیبی میں شامل ہے"۔[2]

---

[1] رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، اصناف ادب، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، اشاعت دوم، ۱۹۷۹، ص ۲۵

[2] شاہ رشاد عثمانی، ڈاکٹر نعت کا فن، مضمون، مشمولہ "اوج نعت نمبر، جلد اول، سالانہ مجلہ لاہور گورنمنٹ کالج

نعت کا موضوع اصل میں ایک عظیم اور وسیع موضوع ہے۔ عظیم اس لئے کہ اس کا تعلق دنیا کی عظیم ترین شخصیت اور محسن انسانیت سے ہے اور جہاں تک وسعت کا تعلق ہے تو اس میں آں حضور صلی الہ علیہ والہ سلم کی پاکیزہ زندگی اور سیرت پاک کے توسط سے انسانی زندگی کے سارے تہذیبی و ثقافتی پہلو اور سیاسی و معاشرتی مسائل و مباحث آ جاتے ہیں۔ پروفیسر حفیظ تائب فرماتے ہیں:

منظوم مدح رسول (جسے اصطلاحا نعت کہا جاتا ہے) کا سلسلہ حضور علیہ السلام کی حیات ظاہری سے بہت پہلے جاری ہو گیا تھا کہ لوگ پہلے صحائف اور انبیائے کرام کے ذریعے آپ کی عظمت سے باخبر تھے۔ چنانچہ آپ کی ولادت با سعادت سے بہت پہلے لکھے جانے والے کئی نعتیہ اشعار کتب سیرت میں محفوظ ہیں۔ ہے کہ شخص حضور پر نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت سے پانچ سو ساتھ برس پہلے وفات پا چکا تھا۔[3]

اسی مضمون میں پروفیسر حفیظ تائب نے قبیلہ حمیر کے بادشاہ تبع اوسط اور قس بن ساعدہ کے اشعار کا حوالہ دیا ہے اور معروف و مستند کتب کے حوالہ جات سے ثابت کیا ہے کہ مذکورہ بالا دونوں شعراء حضور علیہ السلام کی ولادت سے پہلے گذرے ہیں۔ نعتیہ شاعری کی روایت کا ذکر کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:

"نعت اس لحاظ سے نہایت معتبر صنف سخن ہے کہ اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عہد مبارک میں با قاعدہ فن کی حیثیت اختیار کر لی تھی اور اس کے معیار آپ کے سامنے مقرر ہوئے تھے۔ نعت گوئی کے عصر اول میں جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں کی نمائندگی کرنے والے شعراء میں حضرت حسان بن ثابت حضرت کعب بن مالک حضرت عبد اللہ بن رواحہ، حضرت عباس بن مرداس اور حضرت عبد اللہ بن زبعر کی رضوان اللہ منہم شامل ہیں۔ ان کے ملاوہ حضرت ابو طالب، اعشی، حضرت کعب بن زبیر رضی اللہ عنہ (صاحب بانت سعاد جنہیں حضور علیہ السلام نے اپنی ردائے مبارک سے نوازا) عمر والجنی اور بہت سے صحابہ وصحابیات کے قصائد واشعار ملتے ہیں۔ اس ضمن میں

---

[3] حفیظ تائب، پیشوائی، دیباچہ پیش لفظ دیں حمہ است از پیر امیر الدین نصیر، اسلام آباد: مکتبہ مھریہ وار و شریف

ابوزید القرشی نے جمہرہ میں المفصل الفسمی کا یہی قول بھی نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ میں کوئی بھی ایسا نہیں جس نے حضور علیہ السلام کی شان میں شعر نہ کہا ہو اور اسکو موقع پر پڑھ کر نہ سنایا ہو "کتب سیرت میں بعض صحابہ وصحابیات کی زبانوں سے نکلے ہوئے ایسے جملے یا مشر سے بھی محفوظ ہیں، جن پر ہزاروں اشعار کی رعنائیاں شمار کی جاسکتی ہیں۔ عصر رسالت وصحابہ کے کئی اشعار ایسے بھی ہیں جو حیات رسالت کے کسی خاص واقعہ سے منسوب ہونے کے باعث مقبول ہوئے۔"[4]

عہد رسالت میں برگ و بار پانے والی نعتیہ روایت کو آگے بڑھانے والوں میں صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، صوفیاء، فقراء، شعراء، علما، مشائخ، مستبدین، فقہاء اور بادشاہ بھی شامل ہیں۔ نعتیہ شاعری سرزمین عرب سے پوری فنی پختگی اور آب وتاب کے ساتھ اپنے معیارات و مراحل طے کرتی ہوئی ایران کی حدود میں داخل ہو جاتی ہے۔ ابتدائی دور میں محبت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا جو جذبہ فاری مسلمان شعراء کے دلوں میں موجزن تھا انہوں نے نعتیہ شاعری کو ایسے مقام تک پہنچایا جس کی مثال نہیں ملتی۔ کیفیت و کمیت، فکر وفن، زبان و بیان، اظہار و ابلاغ، سمت و جہت تاثیر و تاثر اور مفہوم و معانی کے اعتبار سے وہ کون سے خوبی ہے جو اس دور کی نعتیہ شاعری میں نظر نہیں آتی۔ سید عبد القادر جیلانی، حضرت بختیار کاکی، عطار نیشاپوری، حضرت خواجہ معین الدین چشتی، مولانا جلال الدین رومی، سعدی شیرازی، حضرت نظام الدین اولیاء، امیر سرو عبد الرحمن جامی، عرفی فیضی، قدی، بیدل، غالب، پیر مہر علی شاہ اور علامہ اقبال جیسے ہر قابل ذکر شاعر نے فارسی میں نعتیہ اشعار، غزلیات اور قصائد تخلیق کئے۔ ان بڑے شعراء نے فارسی میں اپنے اپنے لب و لیے، انداز و مزاج، ذوق وشوق فن و مہارت، زبان و بیان او عشق و محبت کے مطابق نعت نگاری کی ایسی سدا بہار فضا تیار کی ہے جو فارس نعتیہ روایت کے کینوس کو وسیع سے وسیع تر کرتی چلی جاتی ہے۔

---

[4] ایضاً

فارسی نعت گو شعراء، علماء، صوفیاء،، اہل کمال اور صاحبان بصیرت سرزمین فارسی سے اپنے نعتیہ سفر شوق کا رخ ہندوستان کی طرف موڑتے ہیں تو اردو زبان فارسی کے شانہ بشانہ اس اعلیٰ وپاکیزہ روایت کو لے کر آگے بڑھتی ہے تو عشق رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے مقدس جزبے کو اظہار کی قدرت عطا کرنے والا یہ نعتیہ شاعری کا سلسلہ کتنا رنگا رنگ، کتنا پہلو دار اور کتنا پر کشش بن جاتا ہے۔ ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق لکھتے ہیں:

"اردو شاعری کا آغاز مذہبی حیثیت سے ہوا اور نہ ہی خیالات ایک عرصہ تک شاعری پر غالب رہے۔ لہذا اردو شاعری کے آغاز ہی سے شعراء نے نعت کی طرف توجہ کی۔ اس کا بڑا مقصدی پہلو یہ تھا کہ عوام تک رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت کا مضمون دل کش اور دلنشیں پیرائے میں پیش کیا جائے تا کہ عوام کے لئے جاذب توجہ ہو۔ حقیقت میں یہ ایک تبلیغی مہم کا کارنامہ ہے جو نعتیہ ادب بن کر جلوہ گر ہوا۔ اس لئے اس دور میں ولادت نامے، شامل نبی، معجزات نبی اور معراج نامے کثرت سے لکھے گئے۔ دکن کی مذہبی مثنویات میں نعتیہ مضامین کا یہ رنگ نعت گوئی کے مقصدی پہلو کو اجاگر کرتا ہے۔ جس میں کلیتہ بیان سیرت کو دخل ہے۔"[5]

ڈاکٹر ریاض مجید کہتے ہیں:

"اردو نعت کا اولین سرمایئی سے زیادہ تبلیغی اور اصلاحی مقاصد کا حامل ہے۔ صوفیاء کی نظم میں اسلام اور رسول خدا سے روشناس کرانے کا ذریعہ ہیں۔ ان میں زبان سادہ اور عوامی ہے۔ دکنی نعت کے موضوعات اور اسلوب عوام پسند ہے۔ جنوبی ہند کے نعت نگاروں نے نعت کو ئی اظہار کا ذریعہ نہیں بلکہ رشد وہدایت کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔"[6]

ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق نے قدیم دور کے اردو نعت گو شعراء اور نعتیہ مخطوطات کے باب میں سب سے پہلے حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز کا ذکر کیا۔[7] کے نصیر الدین ہائی نے بھی قدیم دکنی شعراء کا ذکر کرتے ہوئے اپنی تحقیق

[5] اشفاق، ڈاکٹر سید رفیع الدین، اردو میں نعتیہ شاعری، کراچی: اردو اکیڈمی سندھ،

[6] ریاض مجید، ڈاکٹر اردو میں نعت گوئی، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان،

[7] اشفاق، ڈاکٹر سید رفیع الدین، اردو میں نعتیہ شاعری

کا نتیجہ ان الفاظ میں ظاہر کیا ہے کہ موجودہ تحقیقات کے لحاظ سے خواجہ بندہ نواز سید محمد حسینی گیسو دراز (متوفی ۸۲۵ ھ) دکن کے پہلے شاعر دور قرار پاتے ہیں۔[8]خواجہ گیسو دراز، حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کے مرید و خلیفہ تھے اور کلام میں شہباز تخلص تھا۔ وہ اپنے کے مصدقہ قادر الکلام شاعر تھے۔ ان سے پہلے کسی نے اردو میں کوئی با قاعدہ نعت کہی ہو تو اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ لہذا اردو عت گوئی میں ان کی اولیت کو تسلیم کیا جاتا ہے۔[9]
خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کا چکی نامہ حمد نعت اور مضامین تصوف پر مشتمل ہے۔ مرابع و بیت کی اس نظم کے کل بارہ بند ہیں، جن میں سے پانچ بند محققین نے نقل کئے ہیں۔ ایک بند میں نعتیہ مضمون کچھ اس طرح ہے۔

الف اللہ اس کا دستا میانے محمد ہو کر بستا

پہنچی طلب یوں کو دستا کہے بسم اللہ ہو ہو اللہ[10]

اردو میں نعتیہ شاعری کی روایت کو آگے بڑھانے میں نظامی کے بعد بڑا نام سلطان محمد قلی قطب شاہ کا ہے جسے با قاعدہ اردو کا پہلا صاحب دیوان شاعر تسلیم کیا جاتا ہے۔ سلطنت گول کنڈہ کے سلطان ابراہیم کے ہاں بروز جمعہ ۱۴ رمضان ۹۷۳ھ میں پیدا ہوا۔ ۱۹۸۸ میں تخت نشین ہوا۔ ۳۳ برس حکمران رہا اور ۲۸ برس کی عمر میں ۱۰۲۰ھ میں وفات پا گیا۔[11] سلطان محمد قلی قطب شاہ کی زندگی کے حالات اور اس کے کلام کے مطالعے سے اس کی شخصیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ وہ دینی و مذہبی اور مومی و علاقائی تہوار اور رسومات بڑے شوق اور دھوم دھام سے مناتا تھا۔ جشن میلاد النبی جس شان اور عقیدت سے ہر سال باقاعدگی سے اس کے دور حکومت میں ہوتا رہا وہ اس کی زندگی کے ایک روشن پہلو کی نشان دہی کرتا ہے۔

---

[8] نصیر الدین ہاشمی، دکن میں اردو، لاہور: اردو مرکز طبع پنجم،

[9] یونس شاہ، پروفیسر سید تذکرہ نعت گویان اردو، جلد اول، لاہور: مکہ بکس

[10] نصیر الدین ہاشمی، دکن میں اردو

[11] اشفاق، ڈاکٹر سید رفیع الدین، اردو میں نعتیہ شاعری

اس کے علاوہ محرم الحرام عید الفطر، عید الاضحی، بسنت بہار اور برسات جیسی کئی تقریبات کا اہتمام کرتا۔ اگرچہ وہ ایک رنگین مزاج، عاشق طبع، تفریح پسند اور عیش و آرام کا دلدادہ حکمران تھا لیکن اس سب کے باوجود اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات پاک سے بے پناہ محبت ہے وہ اپنے نام کے ساتھ "محمد" کے لفظ پر فخر کرتا ہے اور اسے اپنے لئے سب سے بڑی سعادت سمجھتا ہے۔ وہ اپنی حکومت واقتدار اور مال و دولت کو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فیض و کرم سمجھتا ہے۔ وہ اس پر نازاں ہے کہ اس کا نام محمد قلی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس غلامی کے صدقے میں دکن کی سلطانی عطا ہوئی ہے۔ یہاں شاعر کی خوش گفتاری قابل دید ہے۔ بارگاہ رسالت سے وابستگی اور محبت کے جذبات لئے شہنشاہ دوجہاں اور حبیب کبریا کی ثناخوانی کسی والہانہ انداز میں کرتا ہے:

اسم محمد تھے رہے جگ میں سو خاقانی مجھے
بندہ نبی کا جم رہے کہتی ہے سلطانی مجھے
اس ناؤں کی بڑیں جھلک، مجھ سر بلندی تا فلک
آکہیں سدا سارے ملک، تو یوسف ثانی مجھے
کیا ڈر مجھے فرعون کا، ہور سامری افسون کا
موسیٰ عصا زیتون کا، ہے تیغ ربانی مجھے [12]

سلطان محمد قلی قطب شاہ دکن کا پہلا صاحب دیوان شاعر ہے جس کا دیوان پچاس ہزار اشعار پر مشتمل ہے، وہ ایسا قادر لکلام شاعر ہے جو اپنے مخلص کو بھی بر اور وزن کے مطابق ڈھال لیتا ہے لہذا اسنے اپنے کلام میں ستر تخلص استعمال کئے۔ [13] اس نے زندگی کی ہر چھوٹی بڑی اہم اور غیر اہم بات کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔ اس کے کلیات میں شاید ہی

---

[12] یونس شاہ سید پروفیسر: تذکرہ نعت گویان اردو، جلد اول، لاہور: ماہ بکس

[13] ایضا

کوئی صنف سخن ایسی ہو جس پر طبع آزمائی نہ کی گئی ہو۔ اس میں قصیدے مثنویاں، مرثیے، غزلیات، قطعات اور رباعیات وغیرہ بھی کچھ شامل ہے۔ محمد قلی قطب شاہ کو اردو کا با قاعدہ پہلا نعتیہ رہائی کو قرار دیا جاتا ہے۔ اس کلیات میں ۳۹ رباعیات مختلف موضوعات پر موجود ہیں، جن میں نعتیہ بھی شامل ہیں۔ بقول سید یونس شاہ ان کے نعتیہ ابیات روایتی انداز نہیں رکھتے بلکہ یہ شاعر کی شعوری کوشش کا نتیجہ ہیں۔ مزید یہ کہ "محمد قلی قطب شاہ وہ پہلا اردو شاعر ہے جس نے نعت کو غزل کے معیار کے مطابق رکھا اور مستقل طور پر پانچ غزلیں لکھیں جن کے اشعار کی تعداد 43 ہے۔"[14]

ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق فرماتے ہیں:

"دور اول میں محمد قلی قطب شاہ کا مقام نعت گو شاعر کی حیثیت سے نہایت بلند ہے۔ اس کے تقریباً ہر قطع میں نعت کا مضمون ملتا ہے۔ پھر پانچ افقیہ غزاوں کے مادہ " عید میلادالنبی پر پچپن میں لکھی ہیں۔ ساتھ ہی مید بعثت نبوی پر بھی پانچ انہیں ملتی ہیں۔ شام نے شب معران کا مضمون بھی مختصہ نظم کیا ہے، افقیہ رہائی بھی موجود ہے۔۔۔۔۔ اس لحاظ سے ہم اپنی موجود و معلومات کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ محمد قلی قطب شاہ کا نعتیہ کلام تاریخ نعت گوئی میں پہلا اہم شعری کارنامہ ہے۔"[15]

"ان کا نعتیہ کلام قطب شاہ کی نہج پر ہے۔ ان کے یہاں سامنے کے جذبات، سیدھے سادے الفاظ میں منظوم ہیں۔ ان میں جذبات کی گہرائی اور تجربات کی گہرائی مفقود ہے۔ شراب کا پیالہ محبت کا رس، وصل اور عورت کے انگ انگ کی لذت کوشی ان کی شاعری کے موضوعات ہیں اور بزعم خود ان کو یہ سب کچھ نہیں کے طفیل سے حاصل ہوا ہے۔ ان کے ہاں اکثر مقطع میں نبی کے فیض والی بات کہی گئی ہے۔[16]

[14] ایضا

[15] اشفاق، ڈاکٹر سید رفیع الدین: اردو میں نعتیہ شاعری

[16] آزاد محمد اسماعیل! اردو شاعری میں نعت لکھنو نسیم بک ڈپو

وجہی، دکنی دور کا نہ صرف اہم شاعر ہے بلکہ اپنی نثری تصنیف "سب رس" کی وجہ سے اہم نثر نگار بھی ہے۔ وجہی کے نعتیہ اشعار نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان میں ہیں۔ شاعر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صفات کو بہترین انداز میں بیان کرتا چلا جاتا ہے۔ جس میں کوئی دقت اور الجھاؤ نہیں ہے۔ تشبیہات بھی نہایت صاف ہیں۔ ایک جگہ شفاعت کی امیدواری کا مضمون بھی باندھا ہے۔ جس میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان محبوبیت کو ظاہر کیا ہے۔

امیدوار ہے جگ تیرے پیار کا　　　　کہ بخشائے تو پاپ سنسار کا
شفاعت کرنہار سب کا تمہیں　　　　اپنی لاڈلا ایک رب کا تمہیں[17]

"بارہویں صدی ہجری اردو زبان کے مجدد ولی دکنی (المتوفی ۱۱۱۹ہجری) کے جلو میں طلوع ہوئی۔ ولی کے نعتیہ اشعار اردو نعت کے ارتقائی سفر کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ولی کا نعتیہ سرمایہ ان کی غزلوں، قصیدوں سے لے کر رباعیوں مخمس اور مستزاد پر مشتمل ہے، جو ان کے مخصوص رنگ (ریختہ) کی ترجمانی کرتا ہے۔ ولی کے دیوان میں چھ مدحیہ قصائد ہیں، جن میں سے ایک حمد نعت منقبت اور موعظت میں ہے، دوسرا نعت رسول میں ہے، تیسرا حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی منقبت میں ہے، چوتھے میں بیت الحرام کی مدح ہے، پانچواں حضرت میراں محی الدین کی مدح میں ہے۔ چھٹے میں حضرت شاہ وجیہہ الدین کی مدح سرائی کی ہے۔"[18]

ولی دکنی اس لحاظ سے بھی اس دور کے دیگر شعراء سے ممتاز ہیں کہ وہ عربی اور فارسی میں مہارت رکھتے تھے۔ ان کے کلام میں الفاظ، تراکیب اور تلمیحات ان کی قابلیت و ذہانت پر شاہد ہیں۔ آقائے نامدار سے عشق ان کے ایمان کا حصہ ہی نہیں بلکہ اصل ایمان ہے۔ ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق لکھتے ہیں:

---

[17] اشفاق، ڈاکٹر سید رفیع الدین اردو میں نعتیہ شاعری

[18] حفیظ تائب

ولی کی نعت گوئی کے سلسلے میں ان کی اس خصوصیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ شاعر کے دل میں کسی کی عظمت ہے تو وہ اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔ ان کے کلام میں حمد نعت منقبت اور پیران سلسلہ کی مدح فقط ان کے جذبہ ایمانی کی ترجمانی کرتی ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے وابستگی نے شاعر کے دل میں پیدا کیا ہے۔ شاعر کی ساری امید میں اسی ایک بار گاہ سے وابستہ ہیں اور وہ مطمئن ہے کہ اس نے ایسا سہارا پالیا جس کی پناہ میں دونوں عالم کی سرفرازیوں کے سامان ہیں۔ ولی نے کسی جذب و کیف میں اپنے اس ایقان کو ظاہر کیا ہے:

شرمندگی ہماری عذر گناہ بس ہے   ہم کوں شفیع محشر وہ دین پناہ بس ہے [19]

ولی کی شاعرانہ مہارت اور عظمت کا اعتراف ڈاکٹر سعادت سعید ان الفاظ کرتے ہیں: "ولی کے قصائد شمالی ہند کے قصیدہ نگاروں کے لئے اردو قصیدہ کا نقش اول ٹھہرتے ہیں۔ [20]

ولی کی کامیابی کی اصل وجہ عربی میں مہارت اور فارسی زبان وادب کی جرات مندانہ تقلید تھی۔ دکن میں ولی سے پہلے اپنی مفرس اور معرب نعتیہ شاعری کرنے والا کوئی اور نظر نہیں آتا۔ اس کی شاعرانہ عظمت، لسانیاتی انقلاب پذیری اور لب ولہجہ انداز بیان کی تبدیلی کی وجہ سے بڑھ گئی ہے۔ ولی سے پہلے دکنی شعراء کی زبان، ادبی زبان تو بن گئی تھی مگر اس میں وہ سلاست وروانی ہی تھی جو اثر آفرینی کا سبب بنتی ہے۔ [21]

دکن سے ولی دو مرتبہ شمالی ہند گئے۔ پہلی مرتبہ عالمگیر کے عہد میں اور دوسری مرتبہ محمد شاہ کے زمانے میں دلی کا دورہ کیا۔ وہاں ان کی بڑی شہرت ہوئی اور ان کی وجہ سے اردو شاعری کی طرف عام رجحان ہوا۔ شمالی ہند میں نعتیہ شاعری کی روایت کو مرزا رفیع سودا نے ترقی وتوانائی عطا کی۔ بقول ڈاکٹر محمد اسماعیل آزاد:

---

[19] اشفاق، ڈاکٹر سید رفیع الدین اردو میں نعتیہ شاعری

[20] سعادت سعید ڈاکٹر

[21] محمود الٰہی ڈاکٹر

"متقدمین شعراء کے یہاں نعت کے دو ایک شعر تیر کا ملتے ہیں لیکن سودا کے ہاں نعت گوئی ایک صنف نحن کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔"[22]

شعر و نحن میں وہ خدا داد قابلیت کے مالک تھے۔ قدرت نے جو صلاحیتیں سودا کو عطا کی تھیں وہ بہت کم شعرا کو نصیب ہوتی ہیں، ان کی ہمہ گیر شخصیت نے اردو کی کسی بھی صنف سخن کو ادھورا نہیں چھوڑا۔ اسی وجہ سے شمالی ہند میں ملک الشعراء کہلائے جناب حفیظ تائب فرماتے ہیں۔

" مرزا رفیع سودا (المتوفی ۱۱۹۵ھ) نے نعتیہ قصیدے کی تشبیب کو اخلاقی مضامین سے سنوار کر نعت کی تمہید کو مدت سے ہم آہنگ بنایا ہے، گریز کی صورت میں بھی حسن نداق کی اچھی مثال ہے، یعنی اس میں عشق مجازی سے بیزاری کا اظہار اور اس کفر کو دل سے نکال کر دین محمدی میں داخل ہونے کی تلقین ہے۔

نکال اس کفر کو دل سے کہ اب وہ وقت آیا ہے
برہمن کو ختم کرتا ہے تکلیف مسلمانی
زہے دین محمد پیروی میں اس کی جو ہووے
رہے خاک قدم سے اس کی چشم عرش نورانی
ملک سجدہ نہ کرتے آدم خاکی کو گر اس کی
امانت دار نور احمدی ہوتی نہ پیشانی[23]

نعتیہ شاعری کی روایت کو آگے بڑھانے میں سودا کے کردار پر بحث کرتے ہوئے ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق کہتے ہیں:

---

[22] آزاد محمد اسماعیل

[23] حفیظ تائب، دیباچہ

"اس خدائے سخن نے جہاں دیگر موضوعات میں اپنے کلام کے جوہر دکھائے ہیں وہاں نعت کے مقدس موضوع سے بھی اپنے کلام کو سنوارا ہے اور سعادت دارین کا سامان کیا ہے۔ سودا نے نعت میں ایک از تالیس اشعار کا قصیدہ لکھا ہے۔ دوسرا قصیدہ نعت اور منقبت دونوں مضامین پر مشتمل ہے۔ باقی نعت یا تو غزل کی شکل میں ہے یا مثنوی کی تمہیدی میں۔"[24]

حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعریف و ثناء میں سودا نے آپ کے حقیقی اوصاف بیان کئے ہیں جن میں شفاعت اور حسن و جمال کا خاص طور پر ذکر ہے۔ شاعر اس بات پر سخت افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ وہ جمال محمدی کے دیدارت محروم رہا۔ اسے خواہش ہے کہ کاش وہ حضور کے زمانے میں پیدا ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سایہ نہ ہونے کے مضمون کو زمانہ قدیم سے شعراء باندھتے آئے ہیں۔ سودا کے ہاں بھی اس مضمون کا یہ شعر ہے:

نہ ہونے سے جدا سایہ کے اوس قامت کے پیدا ہے
قیامت ہو دے گا دلچسپ وہ محبوب سبحانی[25]

اردو نعت نے مستقل فن کی حیثیت بھی تیرہویں صدی ہجری میں اختیار کی اور اس با قاعدہ فن بنانے والو کے ہر اول اہتے ہیں حکیم مومن خاں مومن، امیر مینائی اور حس کا کوروی شامل ہیں۔ نعت کے دور تکمیل کی یہ روایت شمالی ہند میں پہنچ کر اب تکمیل فن کا درجہ حاصل کرتی ہے۔ مومن کے نعتیہ کلام میں تغزل اور والہانہ فریفتگی کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق کہتے ہیں:

"جب مومن بارگاہ نبوی میں اسی جذبہ عشق کو لئے ہوئے پہنچتے ہیں تو جذبات کو روکتے ہوئے، طوفان کو سمیٹتے ہوئے، جمال عالم افروز کے جلال سے کانپتے ہوئے، باادب باملاحظہ نغمہ سنجی کرتے ہیں۔ شاعر غلام اور آقا کی حدود کو پہچانتا

---

[24] اشفاق، ڈاکٹر سید رفیع الدین اردو میں نعتیہ شاعری
[25] ایضا

ہے اور اس کا احساس بھی شدت سے رکھتا ہے۔ وہ فقط ایک نظر کرم کے لئے بے چین ہے اور بس یہی اس کے عشق کا حاصل ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا عشق زار اپنے اس جذب خلوص و عقیدت سے تعبیر کرنا بھی اس بار گاہ کے آداب کے خلاف سمجھتا ہے۔ مومن کی نیاز مندی آقائے نامدار پر قربان ہو کر بھی عشق و محبت کے دعوے کو بے ادبی خیال کرتی ہے:

ہوں تو عاشق مگر اطلاق یہ ہے بے ادبی
میں غلام اور وہ صاحب ہے میں امت وہ نبی [26]

"اس دور میں نعتیہ شاعری کے ستون امیر مینائی اور حسن کا کوروی ہیں۔ دونوں لکھنو کے دبستان شاعری سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن یہ وہ زمانہ ہے جبکہ دلی اور لکھنو دونوں دبستان ایک دوسرے سے متاثر ہوئے۔ امیر کا کلام اس پر شاہد ہے۔ محسن کی صناعی اب بھی لکھنوی رنگ کو پورے آب و تاب سے پیش کر رہی ہے لیکن اس کا استعمال لطافت اور کیف سے خالی نہیں۔ الفاظ کے حسن انتخاب اور تشبیہات اور استعارات کی ندرت نے کلام کو دل ویز بنا کر پیش کیا ہے ۔شاعر کا خلوص بھی جگہ جگہ نمایاں ہے۔"[27]

امیر مینائی کا تعارف حفیظ تائب ان الفاظ میں کرواتے ہیں۔

امیر کا تعلق سلسلہ چشتیہ صابریہ کے ایک مذہبی گھرانے سے تھا، اس لئے ان کی طبیعت نعت گوئی کیلئے ساز گار تھی۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے کے بعد جب وہ لکھنو چھوڑ کر کاکوری میں پناہ گزیں ہوئے تو ان کی ملاقات معروف نعت نگار حسن کاکوروی سے ہوئی اور محسن کی صحبتوں کی بدولت ان کی نعت گوئی کا میلان بڑھا۔ امیر کی متعدد تصنیفات میں سے عامد خاتم النبیین، مثنوی نور و تجلی دابر کرم، تغذیہ مسدس صبح ازل شام ابد لیلتہ القدر اور شاہ انبیاء نعت سے متعلق ہیں۔

---

[26] اشفاق، ڈاکٹر سید رفیع الدین اردو میں نعتیہ شاعری

[27] ایضا

نعت میں تین قصائد کے علاوہ خیابان آفرینش نثری مولود نامہ ہے۔ غزلیات کے دواوین میں بھی جابجا نعتیہ اشعار ملتے ہیں۔ نعت میں تغزل آفرینی کے باوجود اس شریعت رہتا ہے اور مشق و ادب کو ہم قدم رکھنا خوب جانتے ہیں۔[28]

ملک الشعراء امیر مینائی کی نعتیہ غزلوں کے اشعار کی تعداد تقریبا ۱۷۰۰ ہے۔ ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق فرماتے ہیں:

امیر کا جذب اور کیف اشعار میں اکثر ڈرامائی کیفیت پیدا کر دیتا ہے اور الفاظ کی نشست، موزونیت اور صوتی رابط اپنے زیر و بم سے رقص کا سماں پیدا کرتا ہے۔[29]

امیر مینائی کے کلام کا نمونہ ملاحظہ فرمائیں:

زہے رحمت کہ ختم انبیاء کی آمد آمد ہے ‏ حبیب خاص، محبوب خدا کی آمد آمد ہے

ملائک مژدہ دیتے ہیں گنہ گاران امت کو ‏ کہ خوش ہو، شافع روز جزا کی آمد آمد ہے

زمانہ تیرہ و تاریک تھا اب روشنی ہو گی ‏ مٹیں گی ظلمتیں شمع ہدا کی آمد آمد ہے[30]

"محسن کاکوردی وہ شاعر ہیں، جن کی سعی دلپذیر کی بدولت اردو انت کو ادب عالیہ میں شمار کیا گیا۔ شعر خشن کا شوق اور مذہبی رنگ بچپن ہی سے طبیعت پر غالب تھا۔ نو سال کی عمر میں حضور علیہ السلام کی خواب میں زیارت ہوئی محسن کی نعتیہ شاعری اسی خواب سے شروع ہوتی ہے۔ انہوں نے پہلی نظم فارس میں اسی خواب کی خوشی میں لکھی۔ کلیات محسن میں پانچ قصیدے، چودو مثنویاں، ایک مسدس بعنوان سراپائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اٹھائیں رباعیات، میں غزلیں اور کچھ نظمیں ابطور مناجات شامل ہیں پہلی اردو تخلیق قصیدہ گلدستہ کلام رحمت ۱۳۵۸

[28] حفیظ تائب دیں ہمہ اوست

[29] اشفاق، ڈاکٹر سید رفیع الدین اردو میں نعتیہ شاعری

[30] امیر مینائی، محامد خاتم النبیین، آگرہ: مطبع مفید عام

ہجری میں ہمر ۱۲ سال تصنیف ہوئی جس کی تشریب بہاریہ ہے۔ امید وامیہ مدیح خیر المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم جسے سب سے زیادہ شہرت نصیب ہوئی ۱۲۹۳ ہجری کی تصنیف ہے۔"[31]

محسن کا مقام اردو نعت گو شعراء میں نہایت بلند ہے۔ ان کی نعت میں تخلیقی شان پائی جاتی ہے، ان کے حالات زندگی میں اس خواب کا ذکر کیا جاتا ہے جس میں وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ حقیقت میں یہی خواب محسن کی شاعری کی بنیاد ہے۔ ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق لکھتے ہیں:

یہاں محسن کے خواب کو صرف اس حیثیت سے پیش نظر رکھنا ہے کہ سن شعور سے پہلے ہی شاعر کی فطرت اور جبلت جمال محمدی ﷺ پر فریفتہ رہی ہے اور یہی کیفیت اسے ان جذبات کی ترجمانی کے لئے ابھارتی رہی محسن نے اس کا اظہار اس طرح کیا ہے:

ازل میں جب ہوئیں تقسیم نعمتیں محسن — کلام نعتیہ رکھا میری زبان کے لئے[32]

محسن بخون نجی کو پروردگار عالم کا ایک بڑا انعام قرار دیتے ہیں۔ ان کی نظر میں اس انعام کی خطا کا مقصد یہ ہے کہ اس کا سارا اتمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نعت میں صرف ہو

سخن کو رتبہ ملا ہے میری زبان کے لئے — زبان ملی ہے مجھے نعت کے بیان کے لئے

گویا نعت گو شعراء میں حسن کا کوردی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ ان کی شعر گوئی کا آغاز ہی نعت سے ہوا میسن کے ذہنی ارتقاء کو ان کے کلام کی روشنی میں اگر جانچا جائے تو کہیں بھی یہ نظر نہیں آتا کہ شاعر محبوب مجازی کی محبت کے مضامین سے گزر کر آخر کار عشق رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف آیا ہے اگرچہ دیگر شعراء کا مقام بھی نعت گو کی حیثیت سے بہت بلند ہے لیکن محسن کے نعتیہ کلام کی رنگارنگ خصوصیات نے انہیں اردو ادب میں ایک خاص

---

[31] خالد مینائی ذکر حبیب لکھنو بنشی نول کشور

[32] حفیظ تائب، دیباچہ دیں ہمہ اوست

مقام بخشا ہے۔ لیکن یہ سعادت محسن کے علاوہ کسی کو نصیب نہیں ہوئی کہ ان کی زبان کھلی تو نعت مصطفی سے۔ محسن کے حسن کلام کا آغاز اور انجام دونوں صرف نعت ہے۔ اور ان کی ادبی عظمت کا سارادار مدار ہی نعت گوی پر ہے۔

۱۸۵۷ء کی جدوجہد میں ناکامی نے پوری قوم میں ایک نئے شعور اور احساس کو جنم دیا۔ جس کی ہمہ گیری نے علمی ادبی دنیا کو بھی اپنی آغوش میں لے لیا۔ اس دور کے نعتیہ ادب نے بھی ایک نیا راستہ اختیار کیا اور نعتیہ شاعری میں نئ روح پھونک دی۔ دراصل یہی وہ زمانہ ہے جس کی برکات عصر حاضر تک جاری وساری ہیں۔ اب نعتیہ شاعری صرف جذباتی کیفیت تک محدود نہ رہی بلکہ اس کے والہانہ انداز نے اسوہ حسنہ کی طرف اپنا رخ کر لیا اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عام زندگی کو بھی منور کر دیا۔ یہ ایک تبدیلی کا دور ہے جس میں زندگی کی حقیقی قدروں کے شعور واحساس نے ایک نئ لہر پیدا کر دی۔

نعتیہ شاعری کے اس دور کی بنیاد رکھنے والے مولانا حالی، مولانا شبلی، ظفر علی خان، علامہ اقبال اور مولانا احمد رضا خاں بریلوی ہیں۔ اس دور کی بڑی اہمیت یہ ہے کہ اس س کے اثرات دور حاضر پر بہت گہرے اور نمایاں ہیں

مولانا الطاف حسین حالی نے نعت نگاری میں ایک نیا انداز اختیار کیا اور مسلمانوں کی اخلاقی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی زبوں حالی کا یہ علاج قرار دیا کہ تعلیمات رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو عملی طور پر زندگی میں از سر نو جاری وساری کیا جائے۔

حالی کا نعتیہ کلام اگرچہ مقدار میں کم ہے۔ لیکن نعتیہ ادب کی روایت میں اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ حالی کی نعتدیہ شاری غیر ضروری نائی اور مبالغہ آرائی قطعی پاک ہے۔ باشیار دار کی تاریخ میں مسدس حالی 'ایک شاہ کا ظلم ہے جو " مد وجزر اسلام " کے نام سے ظہور میں آئی۔ اس میں موجود فقیہ اشعار حالی ک وہ شہرت دوام عطا کر گئے جو بڑے بڑے نعت کو شعراء کا مقدر نہ بن سکی۔

"حالی نے اپنی اس معروف زمانہ نظم کے دیباچہ میں اس کا تعارف کرواتے ہوئے لکھا ہے:

"ہمارے ملک کے اہل مذاق ظاہرا اس روکھی پھیکی سیدھی سادی نظم کو پسند نہ کریں گے کیونکہ اس میں تاریخی واقعات ہیں نہ کہیں نازک خیالی ہے نہ رنگین بیانی نہ تکلف کی چاشنی، غرض کوئی بات ۔۔۔۔ ، ایسی نہیں ہے جس سے اہل وطن کے کان مانوس اور مذاق آشنا ہوں"[33]

مولانا حالی "مد و جزر اسلام" میں تمہیدی اشعار کے بعد جذب و شوق اور حب نبی میں ڈوبے نعتیہ اشعار کی طرف انتہائی خوبصورت انداز اختیار کرتے ہیں:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا

وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا[34]

مسدس حالی کے ان نعتیہ اشعار کی تعریف میں ممتاز حقق جناب ممتاز حسن لکھتے ہیں:

"میری رائے میں اردو میں کوئی نعت حالی کے مسدس کے برابر موجود نہیں۔ ان چند شعروں میں کوئی تکلف، کوئی مبالغہ، کوئی طباعی، کوئی صنعت گری نہیں مگر جو تاثر ان میں موجود ہے اس کی نظیر اردو شاعری میں نہیں ملتی۔۔۔۔۔ حالی کے یہ شعر اس قدر پر اثر ہیں کہ انسان کی ساری زندگی کا رخ بدل سکتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ جو خلوص اور سادگی حالی کے ان اشعار میں جھلکتی ہے وہ خود حالی کی روحانی پاکیزگی کی آئینہ دار ہے۔ حالی کی زندگی سراپا خلوص ہے اور جب تک کسی انسان کی زندگی مرا پا خلوص نہ ہو۔ حضور رسالت ماب صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کس قسم کے قلبی تعلق کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔"[35]

---

[33] افتخار احمد صدیقی، مرتب: "کلیات نظم حالی، لاہور: ج اینڈ کمپنی لمیاٹینڈ

[34] حالی، مولانا الطاف حسین، مسدس حالی، لاہور مجلس ترقی ادب

[35] ممتاز حسن خیر البشر کے حضور میں لاہور: ادارہ فروغ اردو،

"مولانا شبلی گونا گوں صفات کے حامل تھے۔ وہ بہ یک وقت فلسفی، ادیب، ناقد، شاعر، مورخ مابہ تعلیم. واعظ معلم فقیہ محدث وغیر وسب کچھ تھے۔ اتنی جامع کمالات شخصیت اردو ادب کو نہ مولانا سے پہلے نصیب ہوئی اور نہ بعد میں"[36]

بحیثیت شاعر ان کے نعتیہ کلام پر سیرت نگاری کا رنگ غالب ہے۔ ان کی نعت سادگی اور حقیقت پسندی کا عنصر لئے ہوئے ہے۔ چونکہ بلی بنیادی طور پر سرسید کی تحریک مقصدیت سے وابستہ تھے اور ادب برائے اصلاح کے قائل تھے اس لئے ان کی نعت میں رنگ تغزل نہیں ہے۔ شبلی کی نعتیہ شاعری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ سلم کی زندگی کے چند اہم واقعات کو سادگی سے بیان کر دیا گیا ہے۔ شبلی کی نعت گوئی پر بلاشبہ حالی کی مسدس کے اثرات نمایاں ہیں۔ شبلی نے معجزات و کمالات کی بجائے اخلاقیات اور اسوہ حسنہ کو نعت میں اپنا موضوع بنایا ہے تاکہ امت مسلمہ کی اصلاح کے نصب العین کو حاصل کیا جاسکے۔ بقول ڈاکٹر ریاض مجید:

"طلق نبوی کے بیان میں بلی نے میل انداز اور واقعہ گاری سے کام لیا ہے۔ وہ صرف آپ کے اوصاف کی نشاندہی لفظوں سے نہیں کرتے بلکہ واقعات کے ذریعے آپ کے اوصاف وصفات کے عملی مظاہرے رقم کرتے ہیں۔"[37]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت دین اسلام کی بنیاد ہے۔ یہاں ساری دنیاوی منتیں دب جاتی ہیں۔ ماں، باپ، اولاد، زن، برادر، مال، زر اور جان کی قربانی بھی جب نبوی کی خاطر گوارا ہوتی ہے۔ جنگ احد میں حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شہادت کی خبر مدینہ پہنچتی ہے تو عورتیں، مرد، جوان، بوڑھے اور بچے سب ہی پریشانی کے عالم میں گھروں سے نکل آتے ہیں ایسے میں ایک انصاری خاتون کا واقعہ شبلی نے کچھ اس طرح بیان کیا ہے:

---

[36] اشفاق، ڈاکٹر سید رفیع الدین، اردو میں نعتیہ شاعری

[37] ریاض مجید اردو میں نعت گوئی

ایک خاتون کہ انصار کو نام سے تھیں
سخت معطر تھیں نہ تھے ہوش و حواس انکے باہم
موقع جنگ پر پہنچیں تو یہ لوگوں نے کہا
کیا کہیں تجھ سے کہ کہتے ہوئے شرماتے ہیں ہم [38]

اردو کی نعتیہ روایت میں حالی و شبلی کے بعد ایک بڑا نام مولانا احمد رضا خاں بریلوی کا ہے۔ بلاشبہ مولانا ایک جید عالم دین تھے۔ ایک زمانہ ان کے تجر علمی کا معترف ہے۔ انہیں نابغۂ عصر اور امام وقت کہا جاتا ہے۔ انتہائی کم عمری میں دینی و دنیاوی علوم سے فراغت، درس و تدریس اور فتوی نویسی کا آغاز، ایک ماہ میں قرآن پاک کا حفظ کرنا، کم و بیش ایک ہزار تصانیف کا قیمتی سرمایہ دینی ادب کی جھولی میں ڈالنا، قرآن مجید کا بہترین اردو ترجمہ کرنا، جدید سائنسی علوم کی حامل کرتاہیں تحریر کیں مثالا ریاضی، لوگارقم منطق، فاسفہ نام ھیئت و نجوم اور انسانی نفسیات وغیرہ میں بھی اپنی مہارت کا لوہا منوایا۔ اردو ادب میں انہوں نے امت اور صرف نعت کو اپنا مقصد حیات بنایا۔ اس صنف ادب کو بہترین ادبی جواہر پاروں سے مزین کیا اور ایسی نعتیں تھیں جو زبان و بیان، گھر فون، اظہار و ابلاغ اور تاخیر و درد کے اعتبار سے اردو ادب میں سرمائے کا درجہ رکھتی ہیں۔ ان کا فارسی کلام بھی درجہ کمال پر فائز ہے۔ انہوں نے نعت کے میدان میں اپنی جودت طبع کے جو اعلی نمونے پیش کئے ہیں، ان میں ایک ایسی مشہور و معروف نعت بھی ہے جس کے ہر شعر میں ایک خاص انداز سے اردو، ہندی، فارسی اور عربی زبان استعمال کر کے ایک منفرد نعت تخلیق کی ہے۔ یہ ادبی تخلیق ان کے ذہنی و روحانی تنوع اور علمی و ادبی مہارت کا ایسا نمونہ ہے جس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔

لم یات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سوہے، تجھ کو شہ دوسرا جانا

---

[38] شبلی نعمانی، مولانا کلیات شبلی، اعظم گڑھ: مصارف پریس

البحر علیٰ والموج طغیٰ من بیکس و طوفاں ہوش ربا

منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا

یا شمس نظرت الیٰ لیلی چو بہ طیبہ رسی عرضے بکنی

توری جوت کی جھل جھل جگ میں رچی مری شب نے نہ دن ہونا جانا [39]

درج بالا نعتیہ کلام چار زبانوں پر مشتمل ہونے کے باوجود تاثر اور ادبی چاشنی میں اپنی مثال آپ ہے۔
مولانا احمد رضا خان کی نعت گوئی کثیر الجہات ہے اور اس کا ہر پہلو اپنے اپنے مقام پر بے مثال ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر ریاض مجید لکھتے ہیں:

"یہ بات بالا خوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ اردو نعت کی ترویج و اشاعت میں ان کا حصہ سب سے زیادہ ہے۔ کسی ایک شاعر نے اردو نعت پر دو اثرات نہیں ڈالے جو مولانا احمد رضا خان کی نوت نے ان کے زیر اثر نعت کے ایک منفرد دو بستان کی تشکیل ہوئی۔ مولانا نے احکام شریعت کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھا۔ آپ خود اپنا نظریہ شعر یوں بیان کرتے ہیں:"

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی　　　یعنی رہے ہے احکام شریعت محفوظ[40]

مولانا کا یہ پورا قصیدہ ایسے دل کش استعاروں سے پر ہے کہ اس کی مثال پوری اردو شاعری میں نظر نہیں آتی اور بغیر شرح کے ان کا سمجھنا بہت مشکل ہے۔ انہوں نے ایک جگہ صحیح فرمایا ہے کہ

---

[39] احمد رضا مولانا" حدائق بخشش، لاہور، شبیر

[40] ریاض مجید، ڈاکٹر اردو میں نعت گوئی

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم　　　جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں [41]

جذبات نگاری اور عقیدت مندی تو ہر شاعر کی نعت میں کسی نہ کسی حد تک پائی جاتی ہے لیکن مولانا احمد رضا خان کی نعت میں یہ بند ہے زیادہ نمایاں ہو کر آتا ہے۔ ایک جگہ فرماتے:

مصطفیٰ خیرُ الوریٰ ہو　　　سَروَرِ ہر دو سَرا ہو
اپنے اچھوں کا تَصَدُّق　　　ہم بدوں کو بھی نبا ہو [42]

ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق لکھتے ہیں:

مولانا کے تبحر علمیت، عقیدت، ذکاوت اور کمال فن کے شواہد جگہ جگہ موجود ہیں۔ ان کے متعلق اوصاف دیکھنے ہوں تو صرف یہ قصیدہ کافی ہے۔

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
چنین و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے
دہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں گے وہاں تمہارے لئے
نہ روح الامیں نہ عرش بریں نہ لوح مبیں کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں جو رمز کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لئے
جناں میں چمن چمن میں سمن سمن میں پھبن پھبن میں دلہن
سزائے محن پہ ایسے منن یہ امن و اماں تمہارے لئے [43]

---

[41] اشفاق، ڈاکٹر سید رفیع الدین اردو میں نعتیہ شاعری
[42] احمد رضا، مولانا "حدائق بخشش
[43] اشفاق، ڈاکٹر سید رفیع الدین، اردو میں نعتیہ شاعری

مولانا احمد رضا خان کا پورا گھرانہ ہی محبت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا امین ہے ۔ آپ کے چھوٹے بھائی حسن رضاخان بھی اعلیٰ پائے کے نعت گو شاعر مشہور ہیں اور اردو نعت گوئی میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں ۔ دونوں بھائی چونکہ ایک ہی عہد اور ماحول سے تعلق رکھتے ہیں لہٰذا افکار و نظریات اور عقائد و مسلک بھی ایک ہی تھا۔ مولانا حسن رضا نعتیہ شاعری میں اپنے بڑے بھائی سے پوری طرح رہنمائی اور اصلاح لیتے رہے۔ ان کے کلام میں جگہ جگہ قرآن وحدیث کے حوالے ملتے ہیں۔ نعت کے تقریباً تمام موضوعات کو انہوں نے نئے رنگ اور منفرد انداز و اسلوب سے برتا ہے۔ جدت پسندی اور ندرت آپ کے نعتیہ کلام کی بنیادی خصوصیات ہیں۔ حسن رضا نے باقاعدہ مرزا داغ کی شاگردی اختیار کی اس لئے ان کے کلام میں حسن الفاظ، بے ساختگی، رعایت لفظی محاورات اور تشبیہات کا استعمال عام ہے۔ ان کے کلام میں داغ کا رنگ تغزل نمایاں دکھائی دیتا ہے۔

شاعر مشرق حکیم الامت علامہ محمد اقبال اگرچہ باقاعدہ نعت گو شاعر نہیں کہلاتے لیکن انہوں نے انتہائی منفرد انداز میں نقیہ اشعار کہے۔ ان کی نعت میں سیرت نبوی اور اسلامی تاریخ کے ایسے حوالے ہیں کہ کسی اور شاعر کے ہاں ایسی مثال نہیں ملتی۔ عشق رسول ہی آپ کی تمام تر شاعری کا خور و مرکز ہے۔ آپ کا فارس کام ہو یا اردو شاعری ہمشق رسول اور توحید درسالت کے حکیمانہ تصورات سے پر ہے۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری اقبال کے نعتیہ کلام کے بارے لکھتے ہیں :

ان کی پوری شاعری کا حقیقی محور سیرت محمدی اور امور رسول ہے حتیٰ کہ ان کے فلش خودی کا اصل الاصول بھی یہی ہے۔۔۔۔۔ ان کے فکر و فن کا نکتہ آغاز بھی رسالت ہے اور نکتہ ارتقاد اتمام بھی رسالت ہے۔ ان کی شاعری رہی انداز کی شاعری نہیں بلکہ ذات وصفات محمدی کے اساسی پہلوؤں کی مظہر بن گئی ہے۔ ان پیاووں کی تشریح و توضیح میں اکثر جبکہ آنحضرت کے اخلاق و سیرت کا ذکر آیا ہے اور اقبال کی طبع ماشقانہ اور مزاج شاعرانہ نے ہر جبکہ

اس ذکر میں ایک خاص قسم کا لطف سمو دیا ہے۔ چنانچہ اس ذکر میں اقبال کے یہاں بہت سے اشعار، بہت سے ٹکڑے اور بہت سے ایسے قطعات مل جاتے ہیں جو اقبال کو ایک بلند پایہ نعت نگار ثابت کرتے ہیں۔ [44]

ہے حکیم الامت حضرت علامہ اقبال نے عشق رسول کو اپنی زندگی کا جزو لاینفک بنالیا تھا اور یہی جذبہ ان کی پوری شاعری میں خون کی طرح گردش کرتا دکھائی دیتا ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

اقبال کس کے عشق کا یہ فیض عام ہے　　　رومی فنا ہوا حبشی کو دوام ہے [45]

علامہ اقبال کی ذات میں مشق رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس طرح رچ بس گیا تھا کہ ان کے اس درد کی گرمی ان کے افیہ اشعار کا سوز و ساز بن گئی۔ اپنی زوال آشنا قوم کی بجروی اور آقائے مدار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے شرمندگی کا شدید احساس ان کے قلم میں دوجولانیاں پیدا کرتا ہے اور چمنستان امت میں ایسے پھول پیش کرتا ہے جو اقبال کے سوا کسی اور شاعر کے بس کا روگ نہیں۔ ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق لکھتے ہیں

بانگ درا" جو سنہ ۱۹۲۴ میں شائع ہوئی تھی اس کی بکثرت نظموں میں حجازی لے اور حجازی سے پائی جاتی حضور رسالت مآب (بانگ درا صلی نمبر ۲۱۸) میں اقبال نے اس طرح حضوری حاصل کی ہے۔

حضور دہ میں آسودگی نہیں باقی تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی۔ شکوہ اور جواب شکوہ میں بھی اس نئے کی سر شاری ہے" [46]

اقبال کا دل جمال محمدی پر اس لئے فریفتہ ہے کہ وہ اسے صداقت کے پیکر میں جلوہ گر پاتے ہیں۔ انسان کی افضلیت اور اس کے کمال کی آخری منزل اقبال کو حقیقت محمدی میں نظر آتی ہے، اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا عشق ان کے کام میں جگہ جگہ کارفرما ہے۔ ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق لکھتے ہیں:

---

[44] اقبال محمد علامہ، بانگ درا، نظم بعنوان بلال، لاہور: شیخ امام علی اینڈ سنز پبلشرز

[45] شفاق، ڈاکٹر سید رفیع الدین: اردو میں نعتیہ شاعری

[46] شفاق، ڈاکٹر سید رفیع الدین، اردو میں نعتیہ شاعری

وہ زندگی کی کامرانی حضور سے وابستگی میں دیکھتے ہیں۔ چنانچہ بارگاہ ایزدی میں مسلمانوں کی زبوں حالی کی شکایت کرتے ہوئے بھی اس عشق رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سہارے اللہ تعالی سے امت محمدی کی گئی ہوئی عظمت کی عطاکی امید باندھتے ہیں۔ اللہ تعالی سے عتاب کا سبب ان الفاظ میں دریافت کرتے ہیں۔

تجھ کو چھوڑا کہ رسول عربی کو چھوڑا بہت گری پیشہ کیا بت شکنی کو چھوڑا
عشق کو عشق کی آشفتہ سری کو چھوڑا رسم سلمان واویس قرنی کو چھوڑا[47]

پھر جواب شکوہ میں اللہ تعالی کا جواب بھی اسی مضمون پر مشتمل ہے

کون ہے تارک آئین رسول مختار مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار
ہ کسی کی آنکھوں میں سمایا ہے شعار اغیار ہوگئی کس کی جگہ طرز سلف سے بیزار
قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں کچھ بھی پیغام محمد کا تمہیں پاس نہیں ہے[48]

اور بارگاہ ایزدی سے تلقین ہوتی ہے تو حصول عظمت کے لئے اس مشق کو پیدا کرنے کے لئے کہا جاتا ہے۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسم محمد سے اجالا کردے دے[49]
کی محمد سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں ہے[50]

---

[47] اقبال، علامہ اند: بانگ درا نظم شکوہ
[48] ایضاً
[49] اقبال، علامہ محمد بال جبریل لاہور: شیخ نام علی اینڈ سنز پبلشرز
[50] قبال، علامہ محمد بال جبریل نظم ذوق وشوق

حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کے بیان میں بھی علامہ اقبال کے یہاں ایک والہانہ مشق کی کیفیت ملتی ہے۔ وہ ہر مضمون میں اس فکر و نظر کی ترجمانی کرتے ہیں یہاں تک کہ نگاہ عشق دستی میں انہیں وہی ایک جلوہ نظر آتا ہے:

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے

خبار راد کو بخشا فروغ وادی سینا

نگاہے مشق و مستی میں وہی اول وہی آخر

وہی قرآن وہی فرقان وہی یٰسین وہی طٰہ ہے [51]

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نعت کا یہ ایک عجیب انداز ہے۔ اقبال کے کلام کو اسی نظریے کے تحت دیکھا جائے تو اس کا سارا فلسفہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ثناخوانی کے رنگ میں رنگا ہوا نظر آتا ہے۔ ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق لکھتے ہیں:

"جہاں علامہ اقبال کی شاعری کو اپنی دیگر خصوصیات کی بناء پر حیات جاودانی حاصل ہے وہاں ان کے کلام کی یہ نعتیہ خصوصیت بھی انہیں مجتہدانہ حیثیت بخش رہی ہے۔ آقائے نامدار کی نعت کا یہ انداز نہ عربی شاعری کو نصیب ہے اور نہ فارسی شاعری میں یہ صورت پائی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے اقبال کا مقام امت کو شعراء میں منفرد ہے:"[52]

حکیم الامت علامہ محمد اقبال کے بعد اردو نعتیہ شاعری میں ایک بڑا نام مولانا ظفر علی خان کا ہے۔ اقبال اور ظفر علی خان کا دور نامی کا پُر آشوب دور تھا۔ جب ہندوستان کے مسلمان کسی ہمدرد رہنما کی راہ دیکھ رہے تھے ایسے میں مولانا ظفر علی خان نے اپنی قوم کی دریدہ دامنی کا علاج عشق رسول میں تلاش کیا اور ان کے قلب و روح کو آسودگی اور

---

[51] اشفاق، ڈاکٹر سید رفیع الدین، اردو میں نعتیہ شاعری

[52] ظفر علی خاں، بہارستان، لاہور: عالم گیر الیکٹرک پریس

سکون کی دولت فراہم کی۔ ان کی شاعری مسلمان قوم کے قلبی وبت ہوئی۔ مولانا کی شاعری کا کینوس بہت وسیع ہے۔ انہوں نے قومی ،ملی، ادبی، سیاسی اور معاشرتی موضوعات پر شاعری کی ہے لیکن حقیقت میں وہ ایک نعت گو شاعر ہیں۔ ان کی نعت میں بھی قومی وسیاسی شعار کی آمیزش ہے۔ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق لکھتے ہیں:

"مولانا نے نعت کے لئے وہی مضامین منتخب کئے جو ان کے مقصد کو پورا کر سکتے ہیں۔ بیان کی گرمی، زور اور روانی فطری اور خداداد ہے جہاں مواد نا کا نعتیہ کلام ادبی خوبیوں سے مالا مال ہے وہاں اس کی عملی اور عوامی افادیت بھی ظاہر ہے۔ اسی قسم کی شاعری نے ملک کے طول و عرض میں احساس اور بیداری کی ایک عام لہر دوڑا دی جس نے مجالس میلاد کی آو، دادادر جذب و مستی کی کیفیت سے بالکل مختلف رنگ جمایا اور زندگی میں ایک ایسی حرکت پیدا کی جس نے فکر و نظر کے رجحانات میں ایک تعمیری انقلاب برپا کیا۔ اب نے فکر کے لوگ حضور صلی الہ علیہ والہ وسلم کی زندگی وزندگی سمجھ کر دیکھنے لگے، عالم قدس کی رونق نہیں بلکہ عالم امکان کام صل، زندگی کا مدعا اور محفل ہستی کی جان جان۔"[53]

رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ایمان کا رشتہ دراصل محبت کا رشتہ ہے۔ جس کے بغیر ایمان کی تکمیل ممکن ہی نہیں۔ انتیہ شاعر میں اسی ایک جدہ کی کار فرمائی شاعر کو نہ سرائی کیلئے ابھارتی ہے۔ جو لفت رسول کی دولت سے مالا مال ہے۔ وہ حقیقت میں دونوں جہانوں کی دولت سے مستغنی ہو گیا۔ مولانا ظفر علی خان محبت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ تعالی کی خاص مہربانی کا نتیجہ سمجھتے ہیں:[54]

مجھ کو رسول اللہ کی الفت، لطف خدا سے مل ہی گئی
اے دل ناداں اس سے زیادہ تجھ کو ہو کسی دولت کا حصول[55]

اشفاق، ڈاکٹر سید رفیع الدین، اردو میں نعتیہ شاعری

[54] ریاض مجید، ڈاکٹر اردو میں نعت گوئی

[55] فیض احمد، مولانا مہر منیر، اسلام آباد: مکتبہ مھریہ خوشیہ گولڑو شریف

مولانا نے اپنی شعری تخلیقات میں جا بجا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ثناخوانی کر کے عقیدت مندی کا اظہار کیا ہے۔ ان کی معروف نعتیہ نظموں میں فریاد بحضور سرور کونین ﷺ صلو علیہ وآلہ رحمتہ اللعالمین، شب معراج، التجا بحضور سرور کائنات، اسلامیان ہند کی فریاد، عرضداشت است، نذر عقیدت، جشن میلاد النبی، صاحب کعبہ توسین او ادنی، عرش سے فرش تک، مقام محمود، تاجدار عرب و عجم، نفر رسل، عشق رسول، نور حقیقت، صاحب معراج، شان احمد مجتبی اور شان مصطفوی شامل ہیں۔ نمونہ کلام:

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہیں تو ہو — ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہیں تو ہو
پھوٹا جو سینۂ شب تار الست سے — اس نور اولیں کا اجالا تمہیں تو ہو[56]

مولانا ظفر علی خان نے سب سے پہلے عقیدہ ختم نبوت کو نعت کا موضوع بنایا۔ ڈاکٹر ریاض مجید لکھتے ہیں:

اردو نعت میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی روایت کا پہلا باقاعدہ موڑ مولانا ظفر علی خان کی شاعری ہے۔ ان سے پہلے علامہ اقبال کے ہاں بھی اس عقیدے کے بارے متفرق اشعار ملتے ہیں۔ مگر اس عقیدے کے تحفظ کو ایک تحریک کی شکل ظفر علی خان ہی نے دی۔[57]

دنیا میں پہلی اسلامی نظریاتی ریاست مدینہ طیبہ میں قائم ہوئی جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قیادت میں حضور کے غلاموں اور دیوانوں نے قائم کی اور یہاں نعتیہ شاعری نے باقاعدہ فن کی صورت اختیار کی اور پھر دنیا کے نقشے پر دوسری ریاست جو اسلامی نظریہ حیات پر قائم ہوئی اسے مملکت خداداد پاکستان کا نام دیا گیا۔ اس کی راہ ہموار کرنے والے حالی قبلی اور مولانا احمد رضا خان تھے جبکہ اس کا تصور دینے والے اقبال تھے اور اس کی آزادی کی جنگ

---

[56] اجمل نیازی، کالم: "بے نیازیاں، روزنامہ نوائے وقت لاہور

[57] اشفاق، ڈاکٹر سید رفیع الدین، اردو میں نعتیہ شاعری

لڑنے والے محمد علی جناح محمد علی جوہر ظفر علی خاں، نواب بہادر یار جنگ، عبد الرب نشتر، حسرت موہانی، پیر جماعت علی شاہ اور حفیظ جالندھری تھے اور پیر مہر علی شاہ ہے عاشق رسول نے اس کے قیام کیلئے اللہ کے حضور دعا کی۔[58]
چنانچہ پاکستان قریہ عشق مصطفیٰ[59] کہلایا۔ یہاں کے عوام کا حضور ﷺ کی ذات بابرکت سے قلبی رشتہ تھا۔ جس کا ادبی اظہار نعت گوئی سے ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی محبت و عشق کی شمع جو پاکستانیوں کے دلوں میں روشن تھی۔ اس کی لو اور روشنی تیز تر کرنے کے لیے شاعری کی زبان درکار تھی کیونکہ شاعری ہی احساسات کی زبان ہونے کے ناطے اعلیٰ ترین صورت ہے۔ سلئے اسکا لفظ اور بی اظہار نعتیہ شاعری کے حرف حرف سے ہو رہا ہے۔" ورفعنا لک ذکرک "[60] کی آیہ مبارکہ کے مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ذکر پاک پاکستان کے سارے صوبوں، سارے شہروں، سارے دیہاتوں اور ساری زبانوں اور ساتھ گونج رہا ہے۔ پاکستان میں فروغ نعت کے علمی، ادبی اور روحانی کام نے ت اختیار کر لی ہے۔ نعت گوئی، نعت نگاری، نعت نویسی، نعتیہ شاعری پر تحقیق نعتیہ کلام کی تماع، نعتیہ مشاعرے، نعتیہ کانفرنسیں، نعتیہ رسائل، عام رسائل کے قیہ نمبر ز نعتیہ کیات گو شعراء کی عزت و پذیرائی اور نعتیہ شاعری کے انتخاب اور مجموعوں کی اشاعت کا ایک نہ سلسلہ شر اردو میں نعت گو شعراء کی فہرست کا احاطہ اب کسی طور پر ممکن ہی نہیں۔ نعت کے ابتدائیے کے بغیر تو اب اردو میں کوئی شعری مجموعہ شائع ہی نہیں ہوتا۔ تاہم چند اہم نعت گو شعراء کا مختصر تعارف اور نمونہ کلام پیش کیا جاتا ہے۔[61]
قومی ترانہ کے خالق حفیظ جالندھری کی معروف زمانہ نظم "شاہنامہ اسلام نعت نبی کی بے مثال کتاب ہے۔ ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق لکھتے ہیں:

---

[58] حفیظ جالندھری، ابو الاثر شاہنامہ اسلام، جلد اول

[59] اشفاق، ڈاکٹر سید رفیع الدین، اردو میں نعتیہ شاعری

[60] مجلہ سیارہ منتخب اشعار نمبر ۱۳۱، لاہور

[61] ارسل، ارسلان احمد، مرتب کلیات مظہر، لاہور

حفیظ کا شمار اردو کے ان رفیع الدرجات اور جلیل القدر نعت گو شعراء میں ہے جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں اپنا ہدیہ عقیدت پیش کر کے ادب میں بقائے دوام حاصل کرلی۔ حفیظ ان میں اپنی نعتیہ مثنوی شاہ نامہ اسلام کے انفرادی رنگ کی وجہ سے نمایاں اور منفرد ہیں۔ انکی شاعری کے محاسن گوناگوں ہیں لیکن ہم اپنے بیان کو سیرت پاک کے ان حصوں تک محدود کردیں گے جن میں وصف نبی کا رنگ پایا جاتا ہے ۔

حضرت حفیظ کے نعتیہ کلام میں زیادہ تر ان اوصاف کا بیان پایا جاتا ہے جو بعثت کی غرض و غایت کی ترجمانی کرتا ہے ساتھ ہی شاعر اپنے تخیل کی آمیزش سے مضمون کو بے جا طویل اور بوجھل نہیں ہونے دیتا بلکہ الفاظ اور تراکیب کے حسن انتخاب موسیقی کا تال باندھ دیتا ہے ایسی موسیقی دوستوں کو بگانہ کہ جائتوں کو سلادے۔ ان کے کلام میں جذب، کیف، درد، اثر تو پ سب کچھ ہے جو سنے اور پڑھنے والے پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ سلام میں تو یہ کیفیت پورے جوبن پر ہے:

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی
سلام اے ظل رحمانی سلام اے نور یزدانی ترا نقش قدم ہے زندگی کی لوح پیشانی
سلام اے سر وحدت اسے سراج بزم ایمانی زہے یہ عزت افزائی زہے تشریف ارزانی رہے
سلام اے صاحب خلق عظیم انساں کو سکھلادے یہی اعمال پاکیزہ یہی اشغال روحانی
تیری صورت، تیری سیرت، ترا نقشہ، تری جلوہ تیری گفتگو بندہ نوازی خندہ پیشانی[62]

حفیظ جالندھری کے بعد اردو کی نعتیہ شاعری میں بہنر او لکھنوی کا نام نسبتا زیادہ نمایاں ہے۔ نعتیہ کلام کا مجموعہ " شنائے حبیب " کے نام سے شائع ہوا۔ انکا شمار ان نعت گو شعراء میں ہوتا ہے جو اپنے کلام کو ترنم سے پڑھ کر نعت خواں بھی کہلائے۔ ان کا کا بھی دلکش اور پڑھنے کا انداز بھی پسندیدہ تھا۔

---

[62] احمد ندیم قاسمی: " یاصاحب الجمال از حافظ لدھیانوی، لاہور

اردو کی نعتیہ روایت کو حفیظ تائب نے اپنے منفرد اور پُر خلوص انداز سے آگے بڑھانے میں تاریخی کردار ادا کیا۔ بلاشبہ آپ اردو نعت کے عہد جدید کے ایک منفرد اور اعلیٰ پائے کے نعت نگار ہیں۔ماضی اور حال مل کر روایت کی قوس قزح میں مستقبل کے لئے رنگ ترتیب دیتے ہیں۔حفیظ تائب کے ہاں بھی ہمیں روایت اور ندرت کا حسین امتزاج نظر آتا ہے۔آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محض توصیف و ثنا اور سراپا نگاری نہیں کی بلکہ آپ کے اسوہ حسنہ کے جواہر کی آب و تاب سے اپنی نعت میں رنگ بھرے ہیں۔ آپ نے نعت گوئی کو پختہ بنیادوں پر استوار کیا۔ان کے ہاں سچے جذبوں کا رچاؤ بھی ہے فنی لوازمات بھی ہیں۔ اور مقصدیت کا عنصر بھی غالب ہے۔ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہیے:

تائب کے ہاں زباں و بیاں میں کمال درجے کی شستگی اور شائستگی سکون و سکونت اور برجستگی ک باوجود متانت جو لازمہ ادب ہے۔ آرائش کا یہ ڈھنگ صلوعلیہ و آلہ (حفیظ تائب کا مجموعہ کلام) میں ہر جگہ جلوہ افزا ہے۔[63]

نعت گو شعراء کی حوصلہ افزائی نعتیہ مجموعوں کی دیباچہ نگاری اور نعتیہ ادب کے لیے حفیظ طائب کی خدمات ناقابل فراموش ہیں بلاشبہ وہ نعت کے عہد جدید کے نمائندہ شاعر ہیں عہد جدید کے نمائندہ شاعر ہیں۔ ان کی طبیعت کی سادگی، عاجزی، مٹھاس اور بے ریائی ان کے نعتیہ کلام سے جھلکتی ہے۔ فین شعری پر انہیں مہارت حاصل ہے۔ ان کے کلام کا مرکزی نقطہ عشق رسول ہے۔ وہ سچے عاشق رسول تھے۔ ذاتی کا شعری اظہار ان کا وصف خاص ہے۔ ان کی پر غم آنکھوں کو دیکھ کر ان کے پر خلوص کلام کو پڑھ کر اور ان کی رقت آمیز گفتگو سن کر بہت لوگوں نے نعت گوئی کی طرف توجہ دی۔ مبتدی نعت گو حضرات کی حوصلہ افزائی، مدداور رہنمائی کیلئے وہ ہمیشہ تیار ہے۔ پیر نصیر الدین نصیر، حافظ لدھیانوی، احمد ندیم قاسمی، حافظ افضل فقیر، راجارشد محمود اور صبیح رحمانی جیسے شعراء ان کے معتقدین اور حلقہ احباب میں سے تھے۔ ان کی ذات کو نعت کا باقاعدہ دبستان قرار دیا جائے تو بے جانہ ہو گا۔ بلاشبہ ان

---

[63] اقبال، علامہ اند: بانگ درا نظم شکوہ

کا شمار اکابرین نعت میں ہوتا   نائب کے ہاں زبان و بیان میں کمال درجے کی مشتقی اور شائستگی، سکون و سکونت اور برجستگی کے اور باوجود   مقالات جو الازبہ ادب ہے آرائش کا یہ ریک اور زیبائش کا یہ ڈھنگ "صلو علیہ و آلہ (حفیظ تائب کا مجموعہ   کلام) میں ہر جگہ جلوہ افزا ہے۔ نعت گو شعراء کی حوصلہ افزائی، نعتیہ مجموعوں کی دیباچہ نگاری اور نعتیہ ادب کے لئے حفیظ تائب کی خدمات ناقابل فراموش   ہے۔ نعت گوئی کے حوالے سے ان کی خدمات کا احاطہ چند صفحات میں کرنا ممکن نہیں ہے۔ احمد ندیم قاسمی کہتے ہیں: حفیظ تائب نے صنف نعت پر بعینہ وہی احسان کیا ہے جو غالب، اقبال اور آج کے بعض   نمایاں شعراء نے غزل پر کیا ہے۔[64]

نمونہ کلام ملاحظہ فرمایں:

رہی عمر بھر جو انیسِ جاں وہ بس آرزوئے نبی رہی
کبھی اشک بن کے رواں ہوئی کبھی درد بن کے دبی رہی
شہِ دیں کی فکر و نگاہ سے مٹے نسل و رنگ کے تفرّقے
نہ رہا تفاخرِ منصبی، نہ رعونتِ نسبی رہی
وہی ساعتیں تھیں سرور کی، وہی دن تھے حاصلِ زندگی
بحضورِ شافعِ اُمتاں مری جن دنوں طلبی رہی[65]

حفیظ تائب نے اپنی قوم کے دگرگوں حالات و واقعات کے حوالے سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں   ایک درد بھرا استغاثہ پیش کیا ہے:

---

[64] ایضاً

[65] اقبال، علامہ محمد بال جبریل لاہور: شیخ نام علی اینڈ سنز پبلشرز

دے تبسم کی خیرات ماحول کو ہم کو درکار ہے روشنی یا نبی
ایک شیریں جھلک ایک رنگیں ڈلک تلخ و تاریک ہے زندگی یا نبی
اے نوید مسیحا تری قوم کا حال عیسیٰ کی بھیڑوں سے ابتر ہوا
اس کے کمزور اور بے ہنر ہاتھ سے چھین لی چرخ نے برتری یا نبی[66]

احمد ندیم قاسی کا تعلق اگرچہ ترقی پسند تحریک سے تھا لیکن انہوں نے اعلیٰ معیار اور اعلی افکار کی حامل نعتیں تحریر کر کے اپنا ام نعت گو شعراء میں لکھوا لیا جو کہ ان کے لئے خوش بختی اور سعادت دارین کا باعث ہے۔ نعت کے چند اشعار پیش کئے جاتے ہیں:

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ شیدا تیرا
کی دولت ہے فقط نقشِ کفِ پا تیرا
پورے قد سے میں کھڑا ہوں تو یہ ہے تیرا کرم
مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا
دستگیری میری تنہائی کی تونے ہی تو کی
میں تو مر جاتا اگر ساتھ نہ ہوتا تیرا
لوگ کہتے ہیں سایہ تیرے پیکر کا نہ تھا
میں تو کہتا ہوں جہاں بھر پہ ہے سایہ تیرا
ایک بار اور بھی بطحا سے فلسطین میں آ
راستہ دیکھتی ہے مسجدِ اقصیٰ تیرا[67]

[66] اقبال، علامہ محمد بال جبریل نظم ذوق و شوق،

مظفر وارثی نے نعت کو خوب صورت لہجہ اور آہنگ دیا۔ مظفر ترنم سے نعت پڑھتے تھے۔ بلاشبہ ان کی نعتیں ساعتوں میں رس گھولتی ہیں، نعتیہ محافل کی جان ہیں۔ دورانِ نعت ایک سماں بندھ جاتا ہے اور کویت طاری ہو جاتی ہے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

حق نما، حق صفات، آپ کی ذات　　شاہر کار حیات آپ کی ذات

خالق کائنات ذات خدا　　مقصد کائنات آپ کی ذات

شرق و غرب آپ کے نشان قدم　　جہت شش جہات آپ کی ذات[68]

نعت کے دور جدید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مدحت کی روایت کو مقبول اور مستحکم بنانے والے چند بڑے ناموں میں محمد اعظم چشتی کا نام آتا ہے۔ وہ نعت گو شاعر بھی ہیں اور اعلیٰ پائے کے نعت خواں بھی۔ اعظم کے ہاں نعت عشق و مستی کے اظہار کا ایک خوبصورت ذریعہ اور وسیلہ ہے:

دی زبان حق نے بنائے مصطفیٰ کے واسطے　　دل دیا جب حبیب کبریا کے واسطے[69]

ساغر صدیقی جیسا فقیر بھی اپنے خاص جذب و شوق میں عرض کرتا ہے:

بزم کونین سجانے کے لئے آپ آئے　　شمع توحید جلانے کے لئے آپ آئے

ایک پیغام جو ہر دل میں اجالا کر دے　　ساری دنیا کو بنانے کے لئے آپ آئے[70]

مدح رسول اور نعت کے میدان میں پاکستان کا اردو ادب، اسلامی دنیا کی تمام زبانوں پر فوقیت اور سبقت رکھتا ہے اور یہ ایک خوش گوار حقیقت ہے۔ اور مربی کی جدید و قدیم شاعری کے علاوہ فارسی، ترکی اور دیگر تمام زبانوں میں ایسی

---

[67] اقبال، علامہ محمد بال جبریل نظم ذوق و شوق،

[68] ظفر علی خاں، بہارستان، لاہور: عالم گیر الیکٹرک پریس

[69] ایضاً

[70] اشفاق، ڈاکٹر سید رفیع الدین، اردو میں نعتیہ شاعری

صورت حال بالکل نہیں ہے۔ یہ مقام صرف اردو زبان کو ہی حاصل ہے کہ اس کے کئی اعلی پائے کے شعراء نے اپنے آپ کو نعت نبی اور مدح رسول کے لئے ہی وقف کرر کھاہے اور یہ رجحان روز بروز بڑھتاہی جارہاہے۔[71]

[71] اصی کرنالی: نعتوں کے گلاب، ماستان صد